

TITLE



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

- 1 The book must be returned on the date stamped above.
- 2 A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.

منظوم

یہی

730

ترجمہ منظوم اردو مستحبات نظم انگریزی حصہ اول

1.1



مدارس سرکاری میں پڑھانی جانی ہے

حسب الامر شام و فحينئذ ينشأ و جناب انوار لفتنت گور ز بهادر ممالک

2-ACCESSION#

LACK

M.A. LIBRARY, A.M.U.
U2374

مسلم الیہ

گورنمنٹ پریس میں چھپا گیا

2nd Edition 5th Copy

1046

وَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَجَعَلْنَاهُمْ فِي جَنَّةٍ مُّغْنِيَةٍ

دیباچہ

یہ ترجمہ جو طبع ہوا ہی اسکو فنی غلام مولیٰ اسباق ملازم سرشتہ تعلیم
 حسب الحکم صاحب انسکم طرہا و قسمت اول مکتبہ کے مفتی نظام
 انگریزی جلد اول سے نظم میں زبان اردو ترجمہ کیا تھا۔ اور بعد اسکے ترجمہ
 واسطے اصلاح کے دہلی میں مرزا اسد اللہ خان غالب کے پاس جو شاعر نامی گنجی
 میں بھیجا گیا۔ اور بعد واسطے ملاحظہ اور منظوری صاحب اکر کٹر بہادر سرشتہ
 تعلیم مالک مغربی کے پیش ہوا چنانچہ دفتر میں صاحب مدوح کے دیکھا گیا اور جا بجا
 جو غلطی ترجمہ وغیرہ باقی گئی وہ درست کر دی گئی۔ اور پھر از سر نو خطہ پیر
 و کر لفظاً لفظاً خود ملاحظہ صاحب شمس الیہ سے گذرا اور پھر اسمیں کچھ تغیر و تبدل
 ہو کر جو جان جہان حواشی مناسب لوم ہوئے نسخہ مذکور پنجاب صاحب مدوح
 ثبت ہوئے۔ وہی اس وقت درخون جگر کھار سنہ کی وہی لوگ کیفیت اچھی
 طرح جاننے کے جو نظم انگریزی سے زبان اردو با محاورہ میں منظوم کرنے میں
 لیکن اُمید کہ جو جانکاهی اور دماغ سوزی اسپر ہوئی ہی وہ بھی رایگان بخا دی گئی
 اور جو لوگ طالب علم کہ انگریزی دان ہیں اور انکو اسناد فارسی و اردو میں
 بھی اچھی طرح حاصل ہی تھا ہی کہ وہ اچھے اچھے مضامین نظم انگریزی کو زبان

اردو نظم کرنے میں طبع آزمائی کریں تاکہ ان کے ہم وطنوں کو اس سے فائدہ
 حاصل ہو۔ واضح ہو کہ تحریر نظم انگریزی کی نظم اردو سے بہت مختلف ہی اور
 اسی وجہ سے ایک زبان کی عبارت منظوم کو دوسری زبان میں نظم کرنا خیل
 دشوار ہی کیونکہ نظم فارسی میں وہ اشکال تشابہ و استعارات ہوا کرتے
 ہیں کہ جب کا ترجمہ ہونا نظم انگریزی میں کہ جس کی عمدگی تحریر یادگی عبارت اور
 راستی مضامین و خیالات پر زیادہ تر موقوف ہی بہت مشکل ہی علی العموم
 تمام انشاءوں میں مناسب ہی کہ زیادہ تر معانی پر بہ نسبت الفاظ کے کہ جنبہ
 وہ معانی ادا ہوتے ہیں لحاظ کیا جاوے نہ خط

اوصاف اخلاق شتر



منبہ

لے بغیریت شتر
نہیں انصاف کا طریق
مقاہلین قیاس
اور کبھی عجیب
نہیں مبالغہ آرائی

مثل اطفال تربیت میں سلیم
انتفاع متام ہی تجھ سے
تیز گامی ہی تیرے ہی نفع رسا
نہ تو سایہ نہ آبِ سر و چہن
بالِ مرغ پرند سے اصلا
ہفتہ ہفتہ چلے نہو کم زور
تحفہائے دمشق و ہندستان
پے تجار و منعمان چہن
رات دن صورتِ بہار کا

اونٹ تو کس قدر ہی نیکِ علم
خلق کو فیضِ عام ہی تجھ سے
خلق باپتی ہی تجھ سے جائد و مال
لوٹا لک کر مہربان کا رگستان
نہیں چلتی چہن کی گرم ہوا
نہیں وہاں ماندگی سے توجھو
بیشم و زرد گوشتِ خشان
لا سے تو ہر طرف سے گرم گنا
جتنی لادے ہیں لوگ بارگراں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

راہ ہفتون کی ای صبارفتار
 ہو دے راکب ترا جو ضعف پذیر
 تو کرے وہ نگاہ مہر انگینہ
 یعنی منزل وہ آتی ہی ایلو
 اپنی ہمت کو توڑتے کیون ہو
 اب ہوا کے ہیں بیشتر اوصاف
 الغرض اونٹ تو ہی نیک و حلیم
 خلق کو فیض عام ہی تجھ سے
 لاکھوں ویرانے اور دشت کھو
 دشت و صحرا و کوہ و ریگستان

مثل سایہ تو جب کرے ہی گذار
 راہ کی ماندگی سے اور دلگیر
 ہر کنا یہ ہو جسکا تسکین خیر
 ایک دن اوڑ بھی چلے ہی جلو
 پانی آگے ہی چھوڑتے کیون ہو
 آب کے قرب پر دلائل صفا
 مثل اطفال تربیت میں سلیم
 انتفاع تمام ہی تجھ سے
 طی نہو سنے اگر نہوتا تو
 ہی تجھے مثل شاہ راہ روان

بیان کریمت

ہی نرمے پانون کتے تلے کیرا
 کرم اگر غیر خشک پوست نہیں
 جس خداوند نے کہ تجکو دی
 ایک شمع اسی کے جو دکاہی
 چاند سورج بناے اور تار
 سہرہ کو کر دیا زمین کا بساط

ق

نہیں لازم کہ تو تلے کیسٹرا
 سبے تماشائے صنع و دست نہیں
 اور کل ذی حیات کو مہستی
 جو سبب کرم کے وجود کا ہی
 کہ وہ اس سے نفع سار
 نارہین ذی حیات گرم فضا

چند روزہ حیات کیرٹونکی
بیش و کم مہر حق ہی اُنپر جو
ایسی بے اعتنائیوں سے ملے

نہ تسمونے دے ہنسنوئی
ہونے دے اس سے منتفع
اُنکی وہ جان کہ بھرتو دے

حکایت پیر ناخدا

ایک جنگی جہاز میں جو آگ
ناخدا کا فقط رہا لڑکا
تھی مچھل آتش جہاں و قتل
برق زخما سے نمایاں تھی
گو وہ کم سن و بے بہادر تھا
شعلہ سرگرم حملہ تھا پندر
پدر خستہ مضطرب احوال
یہ ستم سواں سے مؤثر
عاقبت باب کو پکارا زین
خافل اس سے کہ وہ جہاں آسا
جب نہ پایا جواب پھر بھی ہوا
اتنے میں شعلہ پاس آہنچا
ہو گئی آگ مورج زن ہر سو

لگ گئی آدمی کے نہ ہال
کھم سا بالائے بام حجرہ کھڑا
پر کھڑا تھا باب و تاب کمال
افسری فوج باد و طوفان کی
مردم دیدہ تہور تھا
باب کے اذن بن وہ سمجھا
تہ میں بنچو د پڑا تھا مرد مثال
لاجرم تھا جواب سے مجبور
مجھ سے ہی حکم جان بری کہ نہیں
آشنا کے محیط مرگ ہوا
ملنسار پ کی اجازت کا
غیرش توپ نے جواب دیا
جلگئے موئے کا کل دہرو

۱۔ اور فرما سب سے
۲۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۳۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۴۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۵۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۶۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۷۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۸۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۹۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ
۱۰۔ کہ ہوا کا جھنجھٹ

وہاں نہیں وہاں نہیں ہی ای فرزند	
کیا وہین ہی وہ سرزمین ایان آفتاب اُسے جب چمکتا ہی یا ہی واقع وہ خطہ انور وہ جنبش کرے ہی جکی نسیم نخوش نما وہ پرند نور افشان	ہی جہاں ریشہ دار تخت تان خراگر می سے اسکی یکتا ہی درمیان جزیرہ اخضر دامن دشت پر زعفران سو بجلی پروں سے جھکے عیان
وہاں نہیں وہاں نہیں ہی ای فرزند	
کیا کہین ہی کوئی قدیم جہاں ریگت زرینہ پرین بحیران موتی پہلو سے ساحل مرجان	اور بہت دور ہی یہاں جہاں لعل و الماس کان میں تابان کیا وہین ہی وہ سرزمین ایان
وہاں نہیں وہاں نہیں ہی ای فرزند	
یوہاں کے وہ جلوہ کار و اوزا نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھے یہاں کے عالم میں دیکھنا محال نہ تو وہاں موت کا نہ غم کا گزر چرخ سے ہی پرے وہ چرخہ	وہاں کے وہ نعمتِ غنیمت زرا نہ کبھی کاہن نے کیے سنے وہاں کا عالم بچشمِ خواب خیال نہ زمانے کے انقلاب کا ڈر اور پروں از حد و خطہ خاک
بس وہاں ہی وہاں ہی ای فرزند	

سوال کا جواب

سوال کا جواب

سوال کا جواب

سوال کا جواب

سوال کا جواب

سوال کا جواب

میرا باپ کشتیاں ہی

ایک کشتی ہی چلی جاتی غرق دریا سے خوف ہٹو نہ پاتا عین طوفان میں بالب خمد آئی بیساختہ کچھ اسکو منہسی یہ تو وقت اور یہ خوف اور یہ مزاج جبکہ ہی باپ میرا کشتیاں ہی سہارا خدا کے لنگر کا اور دعا کو سننے ہی جھڑن گریہ غم میں خندہ عشرت غرق دریا سے رنج و غم کیوں ہو کہ ہی ہم سب کا باپ کشتیاں ہی	بھر موج ہولناک میں ہتی جملہ کشتی نشین تھے سہا پاتا لیک تھا ایک طفل کشتیاں ترش ابروئی موج جو دیکھی تب لگا کہنے اس سے اک طلاح طفل بولا میں کیوں ڈروں تان سبح ہی جب ڈوبنے لگے بیڑا بشکامین سخت جو کرے آسان دے ہی ہر رنج کے عوض را متوجہ ہوا اسکی جانب جو یاد لڑکے کی ہی مثل ہر آن
---	--

سایا ہندوستان

جسمین دو یا بے گنگ ہی ہند بھر شرقی میں سند کو ہی راہ جنکی قد راہل دید جانین میں تازہ میرا بے خوب خرم و خوش	وہ دُرفان زمین ہی لکھ ہند گنگ ہی ہند وون کا تیر گاہ ہند میں وہ عجیب کانین میں حیرت افزا مناظر دلکش
---	---

۱۵۰ اور رابیا
سے ہر غزل
اور ای کی جہیز
اور میرا چہان
اور اسکا دھندلا
اس طرح ان
کو اپنے دوستوں
کا چاہئے

تارہن جیسے دیو سر نعلک
 پر طوطی سے بانوا باغات
 جھاڑیوں میں ہن شیر مردم
 بھلا گے پھر تے ہن فیصل
 جھیل و جنگل قدیم اور انجمن
 گنڈے ٹوٹے ہن شاخیں تانی
 ہن دوسم عجیب گرم اور تر
 کبھی گرمی سے یہ جلاتا ہی
 گلہ گلہ خوش ریت و تاب
 سر دیر تے ہن مضطرب شراب
 ہوتا ہی دل کی جب پیش کا وفو
 عار بیتے ہن مردہ وار بر خاک
 ٹوٹ پرتا ہی عاقبت طوفان
 اور نکلے ہن امیکے اندر

خوشنما کیلے جڑ سے پتوں تک
 بن میں بوزینہا سے خوش حرکت
 اور نیستان میں افھی دم
 چیتے از بہر صید ہن بیکل
 سر دار امگاہ ہاے مہیب
 او پنے پیرون کو چرتے ہن بی
 حکم ان اس وسیع میدان پر
 کبھی طوفان میں وہ ڈباتا ہی
 بن سے کر کے گریز جانب آب
 جب کہین ہوتے ہن دست اوسا
 ہو کے بیہوش شاخ پر سے جلو
 رہتا ہی شعلہ خیز چنبر خاک
 ہوسرے تیز ایک ساحل و نما
 جو ذخیرے زمین کے بیٹ ہیں

اور ان بات
 میں تو غیب میں
 بیان کی ہی ہے
 اس نقش میں
 لکھا اندھا غیب
 بر لب آب
 جانچ ہو کر
 و شہ

واستان اندھے لڑکے کی

اپنے لوگوں سے ایک ن
 کیا ہی سبیش جو رحمت حق ہی

ایک اندھا غیب تھا لڑکا
 نہ دین معلوم نور ہی کی ساشی

دست کھتے ہو عجائباتِ جهان گرم پاتا ہوں اسکو میں لیکن میں بنالون ہوں اپنے روزِ شب گر مرا جاگنا رہے فاسم اگر اوقاتِ حال پر اپنے نہیں معلوم مجکو جو نقصان مجکو جو غم نہیں ہی تم وہ ندو وقت گزرے ہی پہنچی سے مر گرچہ اندھا غریب لڑکا ہوں	کہتے ہو آفتاب ہی خشان نہیں معلوم سات ہی یاد جب میں سوؤں ہوں یا کہ کھینوں دن ہی دن ہی میرے لیے دُائِم شکوہ سنا ہوں آہ غم بھرتے نہیں صبر و تحمل اُس پر گراں میری آسودگی نہ دور کر دو رات دن ہوں یہی ترانہ سرا شاہ ہوں اپنے دل کا زاجا ہوں
--	---

داستان شاہ کینوٹ

ایک دن کینوٹ فزین رونق افروز تخت تھا اور تھے تھے خوشاند پر سب کی سبائی عرض کرنے لگے لکھ بھرون شاہ چاہے تو موج ہو جیسا مُسکرا کر بظنِ شہ نے کہا سو دریا چلی سواری شاہ	بجالات پادشاہانہ اہل دربار گرد و پیش کھڑے تھے تا عنایت ہو شاہ کی حاصل پادشاہ کا ہی تابع فرمان اور بچا ہے تو ہو فروط و خان امتحان شکوہ ہی اولی اور وہ سا رخشاہ دی ہمرہ
--	---

ایک کینوٹ
پادشاہ کا تخت
کا تختہ
۱۹۳۵ء
وفات اپنی

تاکہ اُون بے تمیز موجود نہ
 حکم والا کی کر کے پابندی
 یہ نہ تھا پادشاہ کا منشا
 شاہ کو تھا یقین کہ یہی بیشک
 سب سے جانا بچیلہ و تمیز
 اُس گرد وہ خوشامدی نے لیا
 الغرض پہنچ کر لب دریا
 طنطنہ سے کہا کہ باہم جنگ
 اس منظر حکم تو ہوا اجرا
 بلکہ برعکس وہاں ہوا سے ہوا
 اٹھی پر غیظ ایک موج بلند
 حاکم میں نزدیک تھا شہ و امرا
 پر غضب ہوئے پادشاہ کی بار
 چشم پر طیش شاہ سے کیسے
 یعنی اتنی ہی لازم اُس سے کثیر
 کینیوٹ اس فسانہ سے مشہور
 نام ہی ہو چکا تھا محو تیرا

شاہ کینیوٹ کی شکوہ کھلے
 دین کنارہ پہ بوسہ بانری
 کہ ہو دریا پہ اسکا حکم جسے
 مالک بحر وہ خدا سے فلک
 شہ کا منشا ہی تھے انکو ذلیل
 مچھرون کی طرح سرور کو چھکا
 شاہ کینیوٹ نے عصا کو
 نکرین ہو جہاں رنگارنگ
 نہ گھٹا یہ وہ جوش موج دہلا
 اور طوفان موج اک برسپا
 نہ ہی حکم شاہ کی پابند
 جملہ نہتے پھرین حباب آسا
 متوجہ ہوا سونے دربار
 تھی یہی بات ظاہر و اظہر
 اک بڑی بادشاہ کی تختیہ
 ہو گیا نیر سے عہد کا مذکور
 پر جو تخت سے غلبہ ورین آیا

پتہ

اُس سے شہرہ رہیگا دائم تر شاہ فارس نے زور کبر میں آ سرکشی موج کی جو گزری شاق اپنے تین نو نے خوب بچانا	تاج سے اور عصا سے قائم تر پانچ بیہ بحر شور کیا کی ہٹوڑوں سے اپنے شلاق شاہ بحد آپ کو نہیں جانا
--	--

قصہ ولیم پیل ساکن سٹوٹز لیمینڈ

کان رکھ کر سناؤ اچھو نہر وٹس کے روز ساحل پر تک پوست درج دور اندیش فن پنجپہرین تھا لاثانی کب کسی کی بے بزرگو ہی اسکے گھر ایک چھوٹا رکھا تھا اس قدر خوش حال تو ہی ہوا باب کی بھیرن اسکی بستہ بچے بھیرن کے کھت جیم باب بیٹے خوشی پن تھے ہم لطف ہر روز کا اٹھانے تھے	ٹیل کے پیش آیا وقت جو چھوٹا گلہ وہ اپنا لیج کر بہر روزی وہ رکھتا تھا دلش درمیان علاقہ پوری کھی نظر تیز راست رو سی خندہ رو بھورے بالوں لالچ کہ خوشی کی جدانہ دل سے کھو بھیرن کو وہ بلاتا لیکن کھیلے تھے بھی کھیلتا جسم پاس آنے نہ سیتے دل پر جسم طالب خوشدلی تھے فہر دے
--	--

تمیٹیل
میرا سناؤ پانچ بیہ بحر شور کیا
کے تین نو نے خوب بچانا
تاج سے اور عصا سے قائم تر
پانچ بیہ بحر شور کیا
کی ہٹوڑوں سے اپنے شلاق
شاہ بحد آپ کو نہیں جانا
کان رکھ کر سناؤ اچھو
نہر وٹس کے روز ساحل پر
تک پوست درج دور اندیش
فن پنجپہرین تھا لاثانی
کب کسی کی بے بزرگو ہی
اسکے گھر ایک چھوٹا رکھا تھا
اس قدر خوش حال تو ہی ہوا
باب کی بھیرن اسکی بستہ
بچے بھیرن کے کھت جیم
باب بیٹے خوشی پن تھے ہم
لطف ہر روز کا اٹھانے تھے
ٹیل کے پیش آیا وقت جو
چھوٹا گلہ وہ اپنا لیج کر
بہر روزی وہ رکھتا تھا دلش
درمیان علاقہ پوری
کھی نظر تیز راست رو سی
خندہ رو بھورے بالوں لالچ
کہ خوشی کی جدانہ دل سے کھو
بھیرن کو وہ بلاتا لیکن
کھیلے تھے بھی کھیلتا جسم
پاس آنے نہ سیتے دل پر جسم
طالب خوشدلی تھے فہر دے

ہونے دیکھا ہی لیکن اکشر بار
 دیکھتے دیکھتے بروز خوشی
 ابھی اس ملک میں کشود نہ تھی
 کہ یکایک اک کے حاکم اور
 ساعت بدین اسٹریاے
 یہاں جب آیا وہ وحشی مغرور
 ایک دن حاکمی کے غم میں
 حکم جاری کیا کہ سجدہ کرو
 جو غلام اس میں عذر لایگا
 اتفاقاً اسی صبح فوت
 چھوٹے لڑکے کا وہ بکر ہاتھ
 کیونکہ وہ طفل نامور اکشر
 سنکے صیادوں کی ہفتہ
 بار ہا جب شب نشاۃ ثناء
 ہوتا شائق شکاری بنے کا
 مرغ شومو اس کے سمت آئے
 اور پھر سہمناک و پرز خطہ

صبح اُردی کو دم میں تیز تار
 دل میں چھا جاتی ہی گھٹانم
 صبح آزادی کی بنو نہ تھی
 اُنہ کرنے لگا غم دی جو
 آیا بھیجا ہوا وہ یہاں کیے
 نخت و کبر کے نشے میں جو
 ٹیڑھی ٹوپی بلند سر پر لگا
 اور عدول مکار ہونے و
 وہی بے شبہ بار اجائیگا
 کیا و نیم نے اپنے گھر ظور
 سوے التارٹ آیا لیکر ساتھ
 اپنے گھر دیکھتا تھا صیڈ
 تھا تھا اپنے تلاش شکار
 سر با صیڈ کا بیان ہوتا
 اور کمان پورا اٹھالیتا
 لڑکے نے زاگ لڑکوں کے
 اہل لوبری کے ریخ و نقصان

لے شومو نام کب
 جانور کا ہی اور مرغ
 بے شبہ بار
 لفظ صیڈ کا
 ہیں کہ وہ کہستان
 جن میں شومو کا ہے

دیکھا اک مجسم اور کلاہ لہند
 دی بنا دی نے یہ نہا ہر سو
 گیز کر منت نظر کہ دہشتانی
 ٹیل تھا پر خمیگے سے جدا
 اور یہ سنجیدگی سے اُڑنے کہا
 جان ہی گر چہ پادشاہ کے ہاتھ
 سنگے یہ بات اسکی نختے ہو
 بہ حکومت کا موہنہ چڑاتا ہی
 کی ہنسی اور مفت بلہ میرا
 ٹھہر جا تو یہ گل چلا ہی بڑا
 بھورے بالون کا نوجوان لڑکا
 تھا وہاں اک درخت لیمون
 اس کے سر پر اکھنوں کی سیب کھا
 ٹیل نے کی پکار کر لہجہ صدا
 انتقام اپنا مجھ سے تم لے لو
 ہاے یہ طفل خوب تازہ جوان
 طرے گیز کر نے اس سے کہا

اور چہن جنسین ظلم پسند
 کرو سجدہ غلامو دیر نہو
 رکھے سجدے میں اپنی پیشانی
 سر سے بھی سوا اس ہی بالا
 میری گردن جھکے گی پیش خدا
 پر عقیدہ مرا ہی میرے ساتھ
 بولا حاکم نفیسین سے پکڑو
 ہلکو یہ سر اکشی دکھاتا ہی
 چاہیے اسکو باغیوں کی سزا
 اور زمانہ میں اسکا ہی شہرا
 لاویہاں آزما میں من اسکا
 باز ہالٹ کے کو اس سے بیوسا
 اس نے جبریت سے طرف کو کٹا
 ہی اگر کچھ تو ہی گنہ میرا
 پر بچاؤ بچاؤ لڑکے کو
 کیونکہ پہنچاؤں اسکو میں نقصان
 خون اسکا اگر زمین پہ گرا

تیری ہوگی حشر خون ریزی
جلد اب تم کمان کو اپنی چڑھائی
اور جانو کہ سامنے کا سب
لوگ تھے سارے بتلا بلا
مرد سب کو بستے تھے جھلا کر
ٹیل ثابت قدم بچا قدم
چشمِ بخشم ہونٹھ بند کئے
خیم کیا پشت کو مثال کمان
واقعی یہ زمین مسمرہ
بد و عصیان سے آج تک الیا
تھا کھڑا کو دک شریف لبر
دور پکارا کہ تیرا روان
باپ بولا کہ بزرگ اللہ پر
کھینچی پھرتا بگوشتِ اپنی کمان
لوگ چاہائے تیر جب چھوٹا
گوشتِ کاشہ بر اچا ہے
کیونکہ واقعہ میں تیر خوب مصلح

تو ہی خون ریز اسکا ہی یعنی
سیدھے سے سیدھا تیرا اپنا تھا
اڑ گیا تو رہائی ہی لاریب
تھی لہذا اک صد اسے داویلا
عورتیں رو رہیں بھین چلا کر
دور لڑکے سے تھا کھڑا پر غم
تھا کھڑا ستقل کمان کو لیے
تو بھی تھی اس پر استی قمر بان
حسرت و رنج و غم سے پر رہی
سوگ زادا قہ گندہ دیکھا
رنگ رخ خوف سے نہ تھا تغیر
شت حکمی بن کیا کمان کا گمان
تیری ہمت سے ہوں خجل کہ
اور بہت تیر تیر تھا دھیان
اڑ گیا سپین بچ گیا لڑکا
دوہی ہوتا ہی جو خدا چاہا
ایسا اسکی پلا کمان سے مصلح

پیش

مصلح

گو یا پہنچا دیا فرشتہ نے	جو گرا سبب ہو کے دو ٹوکرے
جب دلیرانہ ہو چکا ہے کام	بولا حاکم کروں گا وعدہ تمام
آؤر بولا کہ اپنے گھر کو جاؤ	دو نوں تم باپ بیٹے گلہ چاؤ
سر دھری سے بولا وہ مقان	شکر نعمت کا کیا تمھاری کروں
ہی سزاوار حمد و شکر خدا	میں کرونگا اوسے کا شکر ادا
تو بھی مغرور جان تیری چل	پاس بختی گر نشانہ جاتا مل
بیگنہ گریہ لڑکا مر جاتا	جب ہی وقت سفر تیرا آتا
کیونکہ تھتایہ دوسرا دیکھو	پہنچا کچھ جو بخم لڑکے کو
خیر اب تم کرو ثنائے خدا	کہ مرا پہلا تیسرا سبب چلا
حق کی امداد سے اعانت کی	اور گنہ سے مری حفاظت کی
وہ تکبر سرشتوں کو کیا کیا	کر تا ہی نادم و خجل ہر جا
حامی ہی وہی عاجزوں کا اگر	ہوں مقابل جو انکے طاقتور
حمد اسکی بزرگ نام کہی	حمد اسکی شکر نام کہی

خواجہ شمس فضل

آرزوی بنوں میں ایک پند	سب سے اونچا اڑوں بہت ہی بلند
چرخ نیلی دابر زربین کے	سیر کرتا پھرون کناروں پہ
افق بحر سے بوقتِ سحر	پہلے سورج پہ پڑتی میری نظر

مقولہ شمس
 ۱۵ این شمس بن
 شمس بن ایک لڑکے کی
 شمس بن اول پند
 شمس بن اول پند
 شمس بن اول پند
 شمس بن اول پند
 شمس بن اول پند
 شمس بن اول پند

اور شعاع اسکی رنگتی پر پیرے
 دیکھتا کوہ پر سے جرم نکلا
 پہلے اس سے کہ خواب میں جاتا
 جبکہ میں کوہ و دشت میں آتا
 سیر صحر او کوہ میں کبھر
 چرخ بے راہ کانکر تاہر
 میں و مان اُترتا ہی جان فو
 سایہ برگ حنا کا میں پاتا
 اب چڑھوں گو میں کوہ اعلیٰ پر
 آہ ہوتے وہ باز و سیر ہاں
 اُسکے باز یوں فلک پہاں
 آہر ہو پردہ دار لاکھ اگر
 تم ہو مان بھولتے دعا گام
 حمد کرتے ہو تم تو اُسکے حضور
 دورہ شمس گر چرخ زمین
 گر پہ حائل میں یہ سمت رب
 غیر ملکون میں سرخ طیر کن

پہلے مینار ہا سے بالاسے
 غوب میں جب یہ شفق ترنا
 میں مناجات شام کو گاتا
 کہ قدر ملک دیکھتا جاتا
 کیسی کہی یہ سب سنیں آنی نظر
 وہم گمراہی کے نہ بھرتا پاس
 گرد زیتون کے شعبہ انگور
 دھوپ سے دوپہر کی بجاتا
 تو بھی کچھ دور تک نہ اُسے نظر
 کس قدر خوش میں رہتا پیوس
 جس طرح ہی خیب ال گم غن
 نظر چشم دل رے کے کیونکہ
 پیش رخ رشید پڑھنے کے کام
 رو بردے کے مہر ہی بے نور
 جان سکے ہو سیکھ بیکھ یقین
 دیکھ سکے ہو مشرق و مغرب
 رہنا ہوتا ہی ہوا میں ہاں

۱۵ بابک سبب
 کہ یوں کھجاری
 کہ اگر جھول اس تری
 شا کا زخم خلات ہی
 کہن تصور ان کو
 البتہ یہ حالت ہی کہ چاہے
 جعفر در فاصلہ پہنچے
 جواب
 کہ نا چلا جاے

گو کہ باز وقت را را سکا نہ پا
منع کیسا ہی ہو قوی بازو
طاق دار ستگی مین ہی ہر
پرہیز رہتا باز پیر خیال
اک زیادہ ہی ملک خوب خوش
ہی جد ایہان کے لالہ زار کج
پرہیز بیان پر بھی دنیا کے

<p>زندگی ختمی کی اور شباب جائے تو کھیل ہی پس تنہا بچوں کو چھڑیوں کو اپنے چھوڑ گرمیوں کے دنوں میں بھی کیا مرغزار اور چشمہ سارون آہ جب بھائی ساتھ کھیلتا تھا</p>	<p>دی گئی تھی اسے مثال گلاب باغِ جنت میں ہی تر بھیتا میری بیفائدہ ہی اس کو ندا کھیلنے آئیگا نہیں لوگو ساتھ پھرنا ہوا وہ سب آخر کاش میں خوب پیار کر لیتا</p>
<p>چھوٹا لڑکا تھا در سے میں ایک ایسا وقت آیا ایک اسکا ہوا اسکے بھولیوں کی سادہ شہتی الجا اس سے کی کہ ہو تو معین متبر ہوا وہ شرم پہنا کیا چرائیں گے چہ حکم کرتا ہوں میں تمہاری بھیشت اور علاوہ وہ مرد مفلس ہی پھر خیال اس کے کچے بچوں کا خوب کہتے ہو تم ہونیک شعا</p>	<p>در بیان مہربان و باطل نسبت اور لڑکوں کے بیاد ایک امتحانِ دیانت و تقویٰ کسی کے باغِ جنت رائے کی بے معین کوئی کام تو نہیں کیا انکار اس نے ان سے کیا ہی ہمارا غریب ہمارا یہ ارادہ برا ہی جاؤت باغِ روٹی ہی اسکا اسکے لیے کیونکہ اٹکا بھی ہی وہی ٹکڑا پر ہمیں سب باغ میں دلا کا</p>

یہ اس شخص کے
غرض میری جی
کو چھڑا ایک خوش
دینی ہی جس کے
نیک و بد میں نہ
سکتا ہی اور بچہ
اس شخص کا بچہ
کہ اللہ تعالیٰ افاض
پر اپنے بندوں کے
محاسبہ فرما رہی اور
ان کے خیالات کو شمار
نہیں کرتا ۱۱
عقاب

سب لاوینکے دیونیکے حصہ
 گر نجاؤ گے تم تو ہم لاریب
 کہہ چکے وہ تو نام نہ جانچا
 دیکھتا ہوں کہ جائے ننگے وہ ضرور
 تھا مناسب غیب ہمایا
 حیلہ ممکن جو کوئی پاتا میں
 پر مرا سنبھلے ان سے بچا
 منہ بھر رہتا گر پہ کا
 کرنے دیتا نگہ تے وہ جب تک
 لیک وہ لین گے واقعی اسکو
 ہوگا جانیسے میرے کیا نقصان
 یہ ہوتا جب اس طرح سے فحش گمان
 گو وہ تجویز میں شریک ہوا
 لوٹ کا حصہ گو کہ اسنے لیا
 خواب غفلت میں افسانہ آیا
 سخت الفاظی سے عتاب کیا
 حیلہ چھوڑ دے سچ ہی بدنامی

تم چلو گے جو ساتھ البستہ
 ناشپاتی ندینکے نکلونے سب
 دل میں اس گفتگو کو تیار
 کتنا افسوس ہی کہ ہوں مجبور
 اسکو نقصان نہ پہنچے دیتا
 میوہ ہمایے کا بچا میں
 فائدہ مند اسکو کیا ہوگا
 سب اس کے درخت سے نہ ہوا
 جون کے تون ہی لٹکتے ویشک
 دل میں ہی جاؤں میں بھی ہو ہو
 گرے مجھ کو چن سبب مان
 ہو گیا بارے اسکو اطمینان
 پر حیرت کمان خلافت رہا
 لیک مالک پر اسکو حیف ہوا
 اس کے دل کا یہ جلد جاگ اٹھا
 اہل نقص میر کو خطاب کیا
 سخت بنے فائدہ ہی خود کا

زندگی خرمی کی اور شباب جا کے تو کھیل ہی پر تنہا کچھ کون چھربوں کو اپنے چھوڑ گر میون کے دنوں میں بھی کیا مرغزار اور چشمہ سارون آہ جب بھائی ساتھ کھیلتا تھا	دی گئی تھی اسے مثال گلاب باغِ جنت میں ہی تر بھیتا میری بیفائدہ ہی اس کو ندا کھیلنے آئیگا نہیں لوگو ساتھ پھرنا ہوا وہ سب آخر کاش میں خوب پیار کر لیتا
--	---

در بیان مریض حق و باطل

چھوٹا لڑکا تھا مدرسے میں ایک ایسا وقت آیا ایک اُسکا ہوا اُسکے بھولیوں کی سادش تھی الجا اس سے کی کہ ہو تو معین مستحضر ہوا وہ شرم پہنا کیا چرائیں گے چہ حکم کرنا ہوں میں تمہاری بھی منت اور علاوہ وہ مرد مفلس ہی پھر خیال اُسکے کچے بچوں کا خوب کہتے ہو تم ہونیک شعا	نسبت اور لڑکوں کے بیاد نیک امتحان دیانت و تقویٰ کسی کے باغچے جانے کی بے معین کو بی کام جو نہیں کیا انکار اسنے ان سے کیا ہی ہمارا غریب ہمارا یہ اراوہ برا ہی جاؤت باغ روٹی ہی اُسکا اُسکے لئے کیونکہ اُنکا بھی ہی وہی ٹکڑا پر ہمیں سب باغ ہیں دکا
---	---

سوال
غرض میں ہی آتی
کوئی ایک وقت ہو
دیجی ہی تب تک
نیک و بد میں
سرسنگی اور پیچیدگی
اس غلام کا
کہ اللہ تعالیٰ افاض
پر اپنے بندوں کے
محاسبہ فرماتا ہو اور
انکے خیالات کو سمجھا
نہیں کرنا
جواب

سب لاوینکے دیونیکے حصہ
 کر نجاؤ گے تم تو ہم لا رہے
 کہہ چکے وہ تو نام نے جانجا
 دیکھتا ہوں کہ جائے تونکے ضرور
 تھا مناسب غیب ہمسایا
 حیلہ ممکن جو کوئی پاتا میں
 پر مرا سنبھلے ان سے بچا
 منحصر مجھ پر رہتا گر پہہ کا
 گرنے دیتا نگرے وہ جب تک
 لیک وہ لین گے واقعی اسکو
 ہوگا جانیسے میرے کیا نقصان
 یہ تو اجاب میں طرح سے فغان
 گو وہ تجویز میں شریک ہوا
 لوٹ کا حصہ گو کہ اٹھنے لیا
 خواب غفلت میں اُفت آیا
 سخت الفاظی سے عتاب کیا
 حیلہ چھوڑو بچو ہی بدنامی

تم چلو گے جو ساتھ البستہ
 ناشپاتی ندینکے تھو نہ سب
 دل میں اس گفتگو کو سراپا
 کتنا افسوس ہی کہ ہوں مجبور
 اسکو نقصان نہ پہنچے دیتا
 میوہ ہمسایے کا بچا میں
 فائدہ مند اسکو کیسا ہوگا
 سب اسکے درخت سے نہنا
 جون کے تون ہی لٹکتے ویشک
 دل میں ہی جاؤں میں بھی ہو
 گرے مجھ کو چن دے سب ہاں
 ہو گیا بارے اسکو اطمینان
 پر حیرت کمان خلافت رہا
 لیک بالک پر اسکو حیف نہا
 اسکے دل کا یہ جلد جاگ اٹھا
 اہل نقص میر کو خطاب کیا
 سخت بے فائدہ ہی خود کا

عدل ہوگا مطابق افسال

ہوں تمھارے اگر جہ کچھ قول

اذکر ابابیل بدیسی کا

چرخ باز تھی مین تیز باز تھی
تیز پرواز یوں مین سو سو با
اور کبھی ہی ادھر کبھی ہی اُدھر
بر سر دشت اور سر دریا
اور ہوتے نمود کیا کیا شہر
اتنے آفا قہائے ارض و سما
آئنا پر سے پھر بلند اُڑتا
تا بدشتِ فرانسِ بڑھ جاتی
ساحلِ خضیر کو آ کر پر
بورڈیو ہی جہان پر زب
تیز بالی سے جون نظر اُڑتا
آس کے ہین شجر جہاں کس
ہو کے پھر وہاں سے تیز اُڑتا
گرگ صیاد گر دگلوں کے
اور زیون کا ہی نخلستان

ای ابابیل تیز باز و دیر
تیز توں کا جب کرے ہی شکا
کبھی نیچے ہی اور کبھی اوپر
گر مین ہم سر تیرا ہو سکتا
موج زن ہوئی کیسی کینسی
میری آنکھوں کے سنا کیا کیا
اول انگلٹ کے جنوب آتا
پر خطر راہ آگے پیش آتی
خیل مرغان مین کھلتا کبہ
اور ہنر گرون کے ساحل پر
ہو کے ہم سطح سر پہ لٹتا
اور کوہ پرینی پر آ کر
شاخ شاخ درخت پر اُڑتا
دشت اسپن مین کہ مین چھرتے
کیرے ریشم کے پورے مین ہا

۲۱
ابابیل وقتِ عصر
کے چھٹان سے
پورے اُڑتا
جیاد وقتِ افکار
کے چھٹان سے
کو مین چھٹان سے

۹
 میں جیسے حصول
 میں جیسی دور
 اندیشی
 جیسی جیسی
 زمانہ جیسی
 دلی کی جیسی
 خیالات جیسی

کیسے آہستہ اور بہت قلیل ایسی ہی روز و شب میں رہا کوہ طارق کے بھی کنارے اڑکے افیقہ کے کنارے کرتا آرام تازمان بہار راستہ پر وطن کے لئے آتی	چلتے ہیں دلکشی سے چن چال جاتا سو سے دکن نہایت دو اور سمندر کے بھی کنارے جو میں خوش میوہ دار گرم تر کہ نسیم ہمارے ہو کے دو جا میرے مولد میں مجھ کو پہنچتی
---	---

سادگی طبیعت کی خواہش

خندہ زن لوگ مسکراتے ہیں کہوا انسان کب بنو گے تم کرتد رسال عمر کے گدے ہوں بہہ سنا رنگ پیری وہ تہہ تم جو کرتے ہیں ہاسم شکر اپنے خد اکا کرتا ہوں کیا ہی وہ چیز جسکو کہتے ہو یعنی اب میں وہ فائدہ چاہوں یعنی اک پیش و پس کا ضرر داغ اور ہول سرد اگر ہوا حاصل	اور ہنسی میں مجھے سنا نہیں یاسد اطفال ہی رہو گے تم اور ابھی آپ میں وہی لڑکے کہ ہوں خوش آنکی خردہ گیری مجھ کو ہوتی ہی فحش ہسم گو میں بڑھا ہوں دلی گر کاہوں کہ کروں میں حصول اب اسکو جسکی نفرت سے چونک پڑا ہوں ریخ اسودگی و خارِ فساد جز زیان نفع اس سے کیا حاصل
---	---

<p> خط طفلی وزیر کی شباب دل تو رکھتا ہوں گو دماغ نہ ہو نہو عقل شباب گو کہ حصول رہنے دو مجکو میرے عالم میں </p>	<p> ہیں رنجناہیں دہی شہی نایاب غرض اک شہی نصیب ہی مجکو یہی باطلانہ بھیجی ہی قبول خوش ہوں بھنستا ہوں میں بھنم </p>
---	--



